www.KitaboSunnat.com

ہے۔ قرآنِ کریم ہے ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ......﴾ یعنی تین طلاقوں کے بعد مطلقہ عورت طلاق دینے والے کے لئے حلال نہیں، تا آنکہ وہ اس کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرے۔ پھر اگر وہ طلاق دے دے تو یہ ایک دوسرے سے رجوع کرلیں تو گناہ نہیں۔ (البقرہ:۲۳۰)

یہاں قرآنِ مجید شرعی طلاق کے آداب وحدود بیان کررہا ہے اور جب شرعی طریقے پر وہ تین ہوجائیں تو پھر شرعی آداب سے عورت کسی مرد سے نکاح کرلے اور کسی ناچاقی کی وجہ سے شرعی طریقہ پر طلاق ہوجائے یا وہ عورت بیوہ ہوجائے تو وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہوجائے گی۔ حلال ہوجانے کے لفظ کو 'حلالہ' کی اصطلاح قرار دینا انتہائی زیادتی ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص قرآن مجید میں اشتراک کے لفظ سے اشتراکیت ثابت کرنے لگے۔ حلالہ ایک مخصوص اصطلاح ہے یعنی حلالہ مروّجہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک رات کے لئے کسی قابل اعتماد شخص کو جنسی فعل (بدکاری) پر تیار کیا جاتا ہے اور اسے نکاح کا نام دیا جاتا ہے، اور پھر اسے طلاق دے دینے پر مجبور کرتے ہیں تاکہ وہ دوبارہ پہلے خاوند سے نکاح کرلے۔ یہ حلالۂ مروّجہ قرآن میں کہاں ہے؟ جس کی بابت دیدہ دلیری سے دعویٰ کیا جارہا ہے کہ وہ تو قرآن سے ثابت ہے۔

اگر یہ حلالہ قرآن سے ثابت ہوتا تو نبی کریم ﷺ حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت کیوں فرماتے؟ جبکہ آپؐ نے دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور حلالہ نکالنے والے شخص کو مانگا ہوا سانڈ بتلایا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں اعلان فرمایا تھا کہ جو شخص حلالہ کرے گا، میں اسے رجم کی سزا دوں گا۔ کیا حضرت عمرؓ نے ایسے شخص کو سزائے رجم دینے کا اعلان کیا تھا جو قرآن سے ثابت فعل کا ارتکاب کرنے والا تھا؟

فقہی جمود میں مبتلا ان علماء حضرات سے پوچھا جاسکتا ہے کہ مذکورہ آیتِ قرآنی کا علم کیا نبی ﷺ اور حضرت عمر فاروقؓ کو نہیں تھا کہ انہوں نے حلالہ کو لعنتی فعل اور قابل رجم جرم گردانا؟

چند سال قبل سندھ ہائیکورٹ کے جسٹس محمد شفیع محمدی نے حلالہ کی حرمت کا فیصلہ دیا تھا اور اس کا ارتکاب کرنے والے کے لئے سخت سزا کی سفارش بھی کی تھی، جسٹس صاحب کا مذکورہ فیصلہ قرآن وحدیث اور اِجماعِ اُمت کے عین مطابق ہے۔ علماء کو اس میں مین میکھ نکال کر اسے سبوتاژ کرنے کی مذموم سعی نہیں کرنی چاہئے۔ محض گھر آباد کرنے کی نیت سے زناکاری اور بے غیرتی کا جواز تسلیم نہیں کیا جاسکتا، نہ اسے ثواب ہی گردانا جاسکتا ہے۔ علماء کو اس جہالت کا، جس کی وجہ سے گھر اُجڑتے ہیں، کوئی معقول حل سوچنا چاہئے اور لوگوں کو سختی سے سمجھانا چاہئے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا حرام اور سخت ممنوع ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ حالتِ طہر میں صرف ایک طلاق دی جائے۔ غصے میں بھی ایک ہی طلاق دی جائے۔ کاغذات اور تحریر میں بھی ایک طلاق لکھی جائے تاکہ صلح اور رجوع کی گنجائش موجود رہے، نہ کہ لوگوں کی جہالت اور غلط رویے کی وجہ سے حرام فعل کو جائز بلکہ ثواب کا باعث قرار دے لیا جائے۔ یہ تو شریعت سازی ہے جس کا کوئی حق علماء کو حاصل نہیں ہے!! (جواب از حافظ صلاح الدین یوسف)

☆سوال: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآنِ پاک میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ (سورۃ المائدۃ:۴۴)

(۲) ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (سورۃ المائدۃ:۴۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾(سورۃ المائدۃ:۴۷)
ان آیات کی روشنی میں اس بات کی وضاحت کریں کہ ہمارے ملک پاکستان کے جج صاحبان
(۱) کے فیصلوں کا کیا حکم ہے؟
(۲) ان کو فاضل جج کے لقب سے نوازنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟
(۳) علماءِ کرام کا ان لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

الجواب بعونِ الوہاب:(۱) ہمارے ملک پاکستان میں جج صاحبان کے جو فیصلے شریعت کے مطابق ہیں وہ قابل تحسین ہیں اور جو اس کے برخلاف ہیں، وہ قابل ردّ ہیں، شرعاً ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۲) اگر کوئی جج شریعت کے خلاف فیصلہ حلال سمجھ کر کرتا ہے بلاشبہ وہ کافر اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے اور جو جج یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ میں حرام کا مرتکب ہوں اور قبیح فعل کر رہا ہوں ایسے جج کا کفر، ظلم اور فسق اس کو ملتِ اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا کیونکہ کفر اور ظلم وغیرہ کے درجات ہیں ہر ایک سے خروج عن الملۃ لازم نہیں آتا۔ جملہ تفاصیل صحیح بخاری کی کتاب الایمان میں دیکھی جاسکتی ہیں اس بنا پر گناہ گار جج پر فاضل جج کے اِطلاق کا جواز ہے بخلاف پہلی قسم کے۔

(۳) علماء کا مقصد اگر اصلاح ہے تو بایں صورت جج حضرات سے میل ملاقات کا کوئی حرج نہیں!

☆ سوال: کیا شادی کے بعد عورت اپنے خاوند کے ہاں رہنے کی زیادہ حقدار ہے یا اپنے والدین کے ہاں۔ کیا عورت کے رشتہ دار عورت کے خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کو خاوند کے گھر سے لے جاسکتے ہیں یا نہیں اور اگر عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے چلی جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: شادی کے بعد عورت کو شوہر کی اطاعت کرنی چاہئے۔ ہر ایک سے میل ملاقات کے لئے اس کی رضامندی حاصل کرنی چاہئے۔ حدیث میں ہے "عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے اور رمضان کے روزے رکھتی ہے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے شوہر کی اطاعت گزار ہے تو اسے اختیار ہوگا جس دروازے سے چاہے، جنت میں داخل ہوجائے" (ابو نعیم فی الحلیۃ)

دوسری روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اگر میں کسی کو اَمر دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے" (جامع ترمذی)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: آداب الزفاف، ص ۱۸۰ از علامہ البانیؒ (طبع ثالث) نافرمانی کی صورت میں شوہر مناسب تادیبی کارروائی کرسکتا ہے۔ (ملاحظہ ہو سورۃ النساء:۳۴) جملہ تحفظات کے ساتھ حسب ضرورت عورت گھر سے باہر وقت گزار سکتی ہے۔

☆ سوال: ایک حافظِ قرآن امامت کرواتا ہے لیکن اس کی بیوی، ماں اور ہمشیرگان وغیرہ پردہ نہیں کرتیں۔ آیا ایسے حافظ واعظ کو امام بنانا اور پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: امام کو چاہیے کہ بے پردہ عورتوں کو تلقین کرتا رہے۔ اس طرح وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوجائے گا، بایں صورت اس کی امامت درست ہوگی لیکن اگر وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو گناہ میں وہ بھی شریک سمجھا جائے گا۔ ایسے امام سے واقعۃً نفرت کا اظہار ہونا چاہئے حالات کے پیشِ نظر اس کو معزول بھی کیا جاسکتا ہے۔ ☆☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ